صدائے درد

علامہ نور احمد نور



صدائے درد

نُوراَحمَدُ نُور

المدینہ پبلیکیشنز
4۔ یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ ٥ 38۔ اُردو بازار۔ لاہور ٥ فون: 7320682

تزئین و اہتمام
محمد ابرار حنیف مغل

نام کتاب : صدائے درد

مصنف : علامہ نور احمد نور

ناشر : المدینہ پبلی کیشنز
یوسف مارکیٹ' غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور۔
فون :- 7320682

مطبع : این-بی پرنٹرز لاہور

قیمت ▬ روپے

حسن ترتیب

انتساب

قائدِ انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ان آنکھوں کے نام

- جن پر بارہا جلوۂ یار بے نقاب ہوا۔
- جن کو امت کا درد ہمیشہ اشک بداماں رکھتا ہے۔
- جنہوں نے کروڑوں آنکھوں کو عشقِ الٰہی کے جام دیئے۔
- جنہوں نے کائنات ارضی میں کروڑوں دلوں کو عشقِ رسول ؐ کا نشہ دیا۔
- جن کی چمک سے مضمحل دل مضبوط ہو جاتے ہیں۔
- جن میں یار کے جلووں کا عکس مُرتسم ہو چکا ہے۔
- جو ہر لمحہ سوئے مدینہ مُلتفت اور مُلتجی رہتی ہے۔
- غم امت میں ساون کے بادل کی طرح برسنا جن کا وظیفہ بن چکا ہے۔
- جن کی چمک نے قریہ قریہ نگر نگر اور کوچہ کوچہ عشق رسول ؐ کی وہ شمعیں روشن کیں جنہوں نے روحوں کہ گہرائیوں میں اجالے بکھیر دیئے ہیں۔
- جو شرابِ عشق سے خود بھی مخمور ہیں اور کروڑوں دلوں کے دامن بھر رہی ہیں جن کا فیض مشرق و مغرب میں جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

شاعری لب قرطاس و قلم پر پھولوں کی خوشبو اور کلیوں کی نرماہٹ کے رقص میں آنے کا نام ہے' دل کی مضطرب دھڑکنوں کو جب پیکر حرف و صوت عطا ہو تو شعر تخلیق ہوتا ہے' شاعری عطیہ خداوندی ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس عطیے کو اظہار کا وسیلہ بناتے وقت اپنی آنکھیں بھی کھلی رکھتے ہیں اور اپنی سماعت کے دروازے بھی مقفل کرنے کے غیر مہذب فعل کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ منظرنامے میں لحہ بہ لحہ ہونے والے تغیر سے نمو کی کرنیں کشید کرتے ہیں اور اجتماعی سطح پر اس کرب کو بھی محسوس کرتے ہیں جس کا ادراک معاشرے کا ایک حساس فرد ہونے کی حیثیت سے ان کے مسلک عشق کا بنیادی تقاضا ہے' اور پھر مبارکباد کے مستحق ہیں وہ ارباب فن جو اپنی ان تخلیقی صلاحیتوں کو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی بارگاہ ناز میں نذرانہ ہائے دل پیش کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں' ان کی سانسوں میں صل علی کے چراغ جلتے ہیں' ان کے ہونٹوں پر مدحت کے پھول کھلتے ہیں' چشم تصور میں ہوائے مدینہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں اور یوں یہ بخت رسا والے قلم کے سجدوں کو بھی اپنے نامہ اعمال میں لکھ لینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں' یہ روشنی کا سفر ہے اور روشنی کے اس سفر کو ہر حال میں جاری رہنا ہے۔

ہمارے نوجوان شاعر نور احمد نور بھی روشنی کے اسی سفر پر رواں دواں ہیں' روشنی کے سفر پر نکلنا بذات خود ایک بہت بڑا اعزاز ہے' نور احمد نور کو یہ اعزاز تحریک منہاج القرآن سے غیر مشروط اور غیر متزلزل کومٹ منٹ کی بدولت ملا ہے تحریک منہاج القرآن جو دہر میں اسم محمد سے اجالا کرنے کی تحریک ہے' جو کھوئے ہوؤں کی جستجو میں نکلی ہے۔ جو عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے عالمگیر سطح پر مصروف عمل ہے جو اتحاد امت اور احیائے اسلام کی تحریک ہے اور جو شاہراہ انقلاب پر اس روایت علمی کی تلاش میں سرگرداں ہے جسے ہم تشکیک اور ابہام کی گرد کی دبیز تہوں میں گم کر

چکے ہیں' سناٹوں کا ایک جنگل شاعر کے ارد گرد آباد ہے اور جب کوئی سناٹوں کے اس جنگل میں اپنے پیاروں کو پکارتا ہے تو اس کی آواز دیر تک فضا میں گونجتی رہتی ہے' جمود کے خلاف اسی رد عمل کا اظہار **نور احمد نور** کی شاعری میں ہوا ہے "صدائے درد" ان کے دل کی صدا ہے' مجھے امید ہے کہ یہ صدا' صدا بصحرا ثابت نہیں ہو گی اور یہ صدا اس وقت تک ہمارے دلوں پر دستک دیتی رہے گی جب تک شعور کی بیداری کی زندہ اور توانا لہر ہمارے رگ و پے میں سرایت نہیں کر جاتی۔

لاہور یکم جولائی 19997ء — ریاض حسین چوہدری

I

حمد و نعت

صدائے درد

صدائے دردِ جگر سنو تو' فغانِ اہلِ نظر سنو تو
قدم قدم ظلم ہو رہا ہے خدا کی دھرتی دھل رہی ہے

بڑے تیقُّن سے قوم کو میں نویدِ صبح سنا رہا ہوں
میں دیکھتا ہوں کہ پھر افق پر ضیائے صبح مچل رہی ہے

پنپ رہا ہے دلوں کی دھڑکن میں کربلاؤں کا ایک جذبہ
شرابِ عشقِ رسولؐ اب پھر دلوں کے خُم سے ابل رہی ہے

حرم کی راہوں پہ قافلہ ایک جا رہا ہے سُبک روی سے
یہ لگ رہا ہے کہ قوم ساری اسی کے پیچھے نکل رہی ہے

حمدِ ربِ ذوالجلال

اک ذرۂ ناچیز کہا حمدِ خدا کرے
کیا بحرِ بے کنار میں تا آشنا کرے

جان سے قریب ہے مگر ادراک سے وراء
یاں شہوارِ عقل کرے گر تو کیا کرے

میں ہر گھڑی گناہ میں گِھرتا چلا گیا
رحمت تیری معاف میری ہر خطا کرے

آنکھیں جلیں مثالِ چراغِ شبِ فراق
سجدے تیرے حضورؐ یہ دل جا بجا کرے

طاعت، ادب، رضا و عطا میں ہیں دونوں ایک
کافر ہے جو حبیب و محب کو جدا کرے

سب کو نوازنا تیری رحمت کی رِیت ہے
کوئی تمام عمر نہ چاہے وفا کرے

ہم کیا ہمارے لفظ کیا اپنی بساط کیا
ہوتا ہے کون نورؔ جو تیری ثناء کرے

دل کی بات

میں ادب برائے مقصدیت کا قائل ہوں اور ادب ابلاغ کا ایک ذریعہ ہے نہ کہ مقصد۔ میں ذریعے کو ذریعہ اور مقصد کو مقصد سمجھتا ہوں۔ ذریعے کو ہمیشہ مقصد تک پہنچنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ قطعاً دانشمندی نہیں کہ راستے کو سجاتے سنوارتے منزل سے پہلو تہی کر لی جائے۔ ہماری منزل انقلاب اور مصطفوی انقلاب ہے۔ ہمارا جینا مرنا اسی کے لئے ہے۔ کہ

قل ان الصلوتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین۔

ایک مخصوص نظریہ اور ایک منزل کی لگن اس کتاب کا محور ہونے کی وجہ سے شاید یہ کتاب ادب میں کوئی جگہ نہ پا سکے کہ آج کے ادب کو الا ماشاء اللہ باقی شعبوں کی طرح کوئی منزل اچھی نہیں لگتی اور ادب میں جگہ پانے کے لئے مقصد اور نظریے کی قربانی ضروری ہے۔ لہٰذا میں اس نظریے سے بغاوت کرتے ہوئے اس بات کا علی الاعلان اظہار کرتا ہوں کہ ہمیں بے مقصد زندگی نہیں بامقصد موت چاہئے۔ ویسے بھی ہم جس انقلاب کے داعی ہیں اس انقلاب کے آنے کی صورت میں خود کو سرِ بامِ علمِ تشہیر بنا کر لہرانا نہیں چاہتے بلکہ خود کو اس کی بنیادوں میں کھپا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اسی میں بقا ہے وہ پرچم جو سرِ دہلیز لہرا رہا ہے چند دنوں کا مہمان ہے وقت کی دھول میں اس کا رنگ اڑ جائے گا اور زمانے کی تند ہوائیں اسے موت کی آغوش میں سلا دیں گی لیکن وہ پتھر جو بنیاد میں کھپ چکا ہے اگرچہ نظر تو نہیں آ رہا مگر عمارت کی مضبوطی اس کے ہونے کی دلیل ہے کہ وہ ہے اور قائم ہے۔ یہی حقیقی زندگی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ معین الدین ﷫ نے فرمایا۔

؎ دلا بحلقۂ رندانِ بزمِ عشق درا
کہ جرعہ زشرابِ بقا دہندہ ترا

؎ اگر بقا طلبی اولت فنا باید
کہ تافنا نہ شوی رہ نمی نئی بہ بقاء

کسی اعلیٰ مقصد کے لئے اور کسی کی محبت میں فنائیت بقا کی ضمانت ہے کہ فنا پر موت نہیں ہوتی اور باقی رہنے کی جستجو پر لمحہ لمحہ موت کی زنجیر لٹکتی رہتی ہے۔

موت کیا آ کے فقیروں سے تجھے لینا ہے
مرنے سے پہلے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

میری کاوش اگر وقت کے مستند ادیبوں کے ہاتھ نہ لگے یا پسند نہ آئے تو کوئی رنج نہیں ہاں وہ لوگ ضرور پڑھیں جو احیائے امت کے لئے دن رات تڑپتے ہیں اور خاک مدینہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ سمجھتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی چیز اچھی لگے تو دعاؤں سے نواز دیں۔ یہی میرا قابل فخر اثاثہ ہو گا اگر کوئی چیز غیر معیاری ہو تو میری کم ظرفی ہو گی اگر اس کاوش میں کوئی حسن کا پہلو ہے تو یہ میرے پیرو مرشد سیدنا طاہر علاؤالدین کے قدموں کا فیضان میرے قائد کی نظرِ کرم اور والدین و احباب اور خاص طور پر والد محترم جناب حاجی محمد شریف صاحب کی خوبصورت دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور اگر قبح ہو تو وہ میرے فہم کی کجی۔

منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی میں داخلے کے بعد باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔ یہاں کے ماحول اور تربیت نے طبیعت کو خاص رنگ میں ڈھالا اس دور کا کچھ کلام شامل اشاعت کر رہا ہوں اور کچھ پنجابی کلام بھی شامل کیا جا رہا ہے کیونکہ انقلابی حوالے سے بہت کم کلام پنجابی میں لکھا گیا حالانکہ ضرورت بہت زیادہ کی تھی۔

آخر میں ان جملہ احباب کا شکر گزار ہوں کہ جن کے بار بار اصرار نے مجھے کتاب کی اشاعت کی طرف مائل کیا اور خاص طور پر جناب محمد ابرار حنیف مغل صاحب "المدینہ پبلیکیشنز والے" کا مشکور ہوں جن کے اصرار اور جانفشانی سے یہ کاوش بار آور ہوئی۔

نور احمد نور

20 جون 1997ء

بروز جمعتہ المبارک

حمد و نعت

حمد دربارِ خدا میں عجز کا اقرار ہے
نعت شانِ مصطفیٰؐ کا دلنشیں اظہار ہے

حمد کیا ہے گلشنِ وحدت کے پھولوں کی لڑی
نعت کیا ہے دل سے دربارِ نبیؐ کی حاضری

حمد کیا ہے ورطۂ حیرت میں گم ہونے کا نام
نعت کیا ہے عشق میں آنکھوں کے نم ہونے کا نام

حمد کیا ہے حسنِ فطرت کی حسن تعبیر ہے
نعت کیا ہے بس اسی تعبیر کی تصویر ہے

حمد کیا ہے حسنِ عالمتاب میں کھونے کا نام
نعت کیا ہے الفتِ سرکار میں رونے کا نام

حمد کیا ہے جلوۂ حسنِ ازل کی کہکشاں
نعت کیا ہے عشق کی وادی میں رہنا گلفشاں

حمد کیا ہے وجہِ تخلیقِ جہاں کی راگنی
نعت کیا ہے بس سراجِ مصطفیٰؐ کی روشنی

حمد کیا ہے سرمدی انوار کی تنویر ہے
نعت کیا ہے حسنِ عالمتاب کی تصویر ہے

حمد کیا ہے نشۂ جامِ غزالی کا جنوں
نعت کیا ہے چشمۂ سوزِ بلالی کا فسوں

حمد کیا ہے رفعتوں کی رفعتیں پانے کا نام
نعت کیا ہے درد میں اس دل کے تڑپانے کا نام

حمد کیا ہے دامنِ ہستی کی ساری دولتیں
نعت کیا ہے شہرِ جاں میں زندگی کی رونقیں

حمد کیا ہے وادیٔ بطحا کی پہلی راگنی
نعت کیا ہے عرصۂ محشر کی پہلی روشنی

حمد کیا ہے غیرتؐ کے ابر کے چھٹنے کا نام
نعت کیا ہے کوچۂ محبوب میں لٹنے کا نام

حمد کی تنویر سے دنیا ہے روشن دمبدم
نعت کی تعظیم سے قائم ہے توقیرِ حرم

حمد کیا ہے نغمۂ وردِ زبانِ مصطفیٰؐ
نعت کیا ہے حق کے لفظوں میں ہے شانِ مصطفیٰؐ

حمد کا مصداق خلاقِ جہانِ رنگ و بو
نعت کا مصداق ہے سارے جہاں کی آبرو

حمد ہو یا نعت ہو اے نور تعبیریں ہیں دو
درحقیقت ایک ہے ظاہر میں تصویریں ہیں دو

نعت

میری نظروں کی طلب گنبدِ خضریٰ کر دے
مجھ کو کعبہ نہ دکھا دل کو مدینہ کر دے

میری ہر بات سے طیبہ کی محبت پھوٹے
دل میرا محوِ خیالِ درِ بطحا کر دے

زندگی میری کا حاصل ہو تیرا ذوقِ جنوں
فکرِ ہستی سے مجھے اپنی تمنا کر دے

حشر میں ایک ذریعہ ہے میری بخشش کا
تیری کملی جو کڑی دھوپ میں سایہ کر دے

بارہا راہِ محبت میں ہوا ہے یوں بھی
سر کو تھاموں تو یہ دل آپ کو سجدہ کر دے

تجھ پہ دشوار ہے کیا ذرے کو صحرا کر دے
نالۂ شب کو میرے عشق کا دریا کر دے

ہم نے دیکھا ہے خدا تیری رضا پر راضی
تو جسے پیار سے چاہے اسے قبلہ کر دے

نور بھی راہِ محبت میں پڑا ہے کب سے
اس پر نعلینِ شریفین کا سایہ کر دے

نعت

دولتِ خشک و تر دیکھتے رہ گئے
ہم تیرے بام و در دیکھتے رہ گئے

ان کے لب سے جھڑے معرفت کے وہ پھول
عرب کے سخنور دیکھتے رہ گئے

قدس میں انبیاء سدرہ پر جبرائیل
مصطفیٰؐ کا سفر دیکھتے رہ گئے

دین و دنیا کی جن کو قیادت ملی
وہ تیرا رہگذر دیکھتے رہ گئے

تیرے مکھڑے کے زائر خدا کی قسم
اپنے رب کا ہنر دیکھتے رہ گئے

تجھ کو حق سے ملی وہ عجب روشنی
سارے شمس و قمر دیکھتے رہ گئے

سارے تاجر زمانے میں ظلمات کے
ہو گئی جب سحر دیکھتے رہ گئے

تیرے نعلین کتنے ہوئے محترم
سارے جن و بشر دیکھتے رہ گئے

نورؔ پر جو ہوا مصطفیؐ کا کرم
سارے اہلِ نظر دیکھتے رہ گئے

نعت

میں خلد چھوڑ کر تیری گلی قبول کروں
خدا کرے کہ میں ہر بار ایسی بھول کروں

میرے نصیب جگانے جو تو چلا آئے
میں اپنی جان تیری رہگذر کی دھول کروں

خدا کرے جو مدینے کی حاضری ہو نصیب
دل و نظر سے طوافِ درِ رسول کروں

تیری ادائیں، وفائیں، عطائیں یاد پڑیں
میں تیرے غم میں ہمیشہ جگر ملول کروں

وہ مہ لقا جو مجھے اذنِ باریابی دے
میں عمر بھر کی نواؤں کا زر وصول کروں

مجھے ملے جو مدینے کی دشت پیمائی
درود بھیج کے کانٹوں کو رشکِ پھول کروں

کبھی میں نورؔ جو بازارِ عشق میں پہنچوں
میں لاکھ جان تیری اک جھلک کا مول کروں

نعت

جس کو جو کچھ خدا سے ملتا ہے
بس درِ مصطفیٰؐ سے ملتا ہے

حُسنِ مطلق کی تابشوں کا پتہ
چہرۂ دلربا سے ملتا ہے

عظمتِ مصطفیٰؐ کا اندازہ
سورۂ والضحیٰ سے ملتا ہے

قافلہ منزلِ رضا کے لئے
کوچۂ کربلا سے ملتا ہے

مال و زر سے نہ خوش لباسی سے
وہ تو آہ و بقا سے ملتا ہے

ان کی چوکھٹ پہ بیٹھنے والا
کتنے نازو ادا سے ملتا ہے

بابِ فردوس کا حسین نقشہ
بس تیرے نقشِ پا سے ملتا ہے

نشۂ معرفت کا پیمانہ
دہر میں صوفیاء سے ملتا ہے

پھول رے پھول تیرا ہر انداز
بس میرے دلربا سے ملتا ہے

نقشہ میری قضا کا بھی ان کی
بے رخی کی ادا سے ملتا ہے

رب کے جودو و سخا کا اندازہ
ان کے جود و سخا سے ملتا ہے

ہم کو قربِ خدا' خدا کی قسم
ان کی حمد و ثناء سے ملتا ہے

نوؔر بیٹھا ہے تیری چوکھٹ پر
اس کو سب کچھ خدا سے ملتا ہے

سرکار کو

یاد کرکے تصور میں پا کے انہیں
یونہی ہر رات ہر دن گذر جاتا ہے

دوریاں دوریاں کتنی مجبوریاں
سوچ کر درد سے دل یہ بھر جاتا ہے

راستے ہیں کٹھن منزلیں دور ہیں
دل مگر ان کی چاہت میں مخمور ہے

اپنے عملوں کو دیکھیں تو ڈوبے یہ دل
ان کی رحمت کو دیکھیں تو تر جاتا ہے

منت

میں صبح و شام تیرا انتظار کرتا ہوں
قسم خدا کی یہی کاروبار کرتا ہوں

کبھی گذر ہو ادھر سے بھی یا رسول اللہ
میں ہاتھ باندھ کر منّت ہزار کرتا ہوں



آہ نکلے تو مدینے میں خبر ہوتی ہے
ان کی ہر چاہنے والے پہ نظر ہوتی ہے

آج بھی ان کے غلاموں میں کچھ ایسے ہوں گے
جن کی ہر رات مدینے میں بسر ہوتی ہے

اک نظر مجھ پہ بھی ہو جائے یا رسولؐ اللہ
تیرے ٹکڑوں پہ دو عالم کی گزر ہوتی ہے

جس کو طیبہ سے حضوری کا پیام آتا ہے
اس کے تاریک مقدر کی سحر ہوتی ہے



نکل آئے میرے آقا تیرے دیدار کی صورت
کہ پھر سے دشتِ دل میں ہو میرے گلزار کی صورت

تری صورت میں بے صورت کی صورت جانی جاتی ہے
ترے انوار ہیں اللہ کے انوار کی صورت

کھڑے ہیں حُسن والے منتظرِ دیدار کی خاطر
نہیں گلشن میں گل کوئی ترے رخسار کی صورت

یہ بن دیکھے جو دنیا آپ کی زلفوں کی قیدی ہے
خدا جانے کہ کیا ہو گی تیرے دیدار کی صورت

میرے آقا سے جس نے جو بھی مانگا بالیقیں پایا
کسی کو پیش کب آئی کہیں انکار کی صورت

نہ حوروں کی مجھے خواہش نہ جنت کی طلب کوئی
رہے پیش نظر میرے فقط دلدار کی صورت

جہاں میں صورتوں سے مجھ کو وحشت ہونے لگتی ہے
اگر ان میں نظر آئے نہ میرے یار کی صورت

مجھے قرآن سارا آپؐ کی تصویر لگتا ہے
ہر اک سورۃ میں ملتی ہے میرے منتہار کی صورت

اغثنی یا رسول اللہؐ اغثنی یا رسولؐ اللہ
گناہوں نے مجھ کو گھیرا ہے اک منجدھار کی صورت

پریشاں نورؔ ہے کس منہ سے تیرے رُوبرو آئے
دکھانے کی نہیں تیرے سگِ بیکار کی صورت



تیری تلاش میں آہوں کے قافلے نکلے
تلاش منزلِ ہستی میں دل جلے نکلے

ترے حضور جو آتے ہیں بن کے فرزانے
وہ منزلوں سے کئی منزلیں پرے نکلے

تیری تلاش میں صدیوں سفر کیا میں نے
مگر ہُنوز بھی صدیوں کے فاصلے نکلے

میری حیات کا جب زائچہ نکالا تو
وہ تیرے مرکزِ در کے ہی دائرے نکلے

حساب میں نے کیا یادگار راتوں کا
تو سب کے سب تیری فرقت کے رت جگے نکلے

تیری طلب میں جو نکلا تھا میں کہ راہوں میں
میرے گناہ و جرائم کے دُھندلکے نکلے

میں کائنات میں جن کو عظیم کہتا ہوں
وہ سارے عشق و محبت کے ہی ڈسے نکلے

میرے حضور نے انکو قبول کر ہی لیا
جو قلبِ نور سے ارمان دید کے نکلے



ہے کعبۂ دل نقشِ پائے محمد ﷺ
اٹھی ہر طرف سے صدائے محمد ﷺ

دو عالم خدا کی ثناء کر رہے ہیں
خدا کر رہا ہے ثنائے محمد ﷺ

مدثرؑ مزملؑ قم الیلؑ فانذر
کہ قرآں نبی ہر ادائے محمد ﷺ

خدا دے رہا ہے مگر یاد رکھو
وہ دیتا ہے بن کر خدائے محمد ﷺ

ہے مداح ساری خدائی نبیؐ کی
کہ ہر خلق ہے آشنائے محمد ﷺ

چلو تم بھی کاسے نگاہوں کے بھر لو
کہ ہے جوش پر آبنائے محمد ﷺ

محمد ﷺ برائے جناب الٰہی
ہے ساری خدائی برائے محمد ﷺ

سعادت بڑی نورؔ پائی ہے تم نے
کہ تم جو بنے ہو گدائے محمد ﷺ



ملتی نہیں خدا کی خبر مصطفیٰؐ کے بعد
اٹھتی نہیں کسی پہ نظر مصطفیٰؐ کے بعد

سدرہ سے پار کس قدر جلوے ہیں بے نقاب
انسان پائے گا نہ خبر مصطفیٰؐ کے بعد

وہ تھے تو لگ رہی تھی منور یہ کائنات
گہنا گئے ہیں ماہ و مہر مصطفیٰؐ کے بعد

چاہا جو مصطفیٰؐ نے خدا نے وہی کیا
پائے گی پھر دعا نہ اثر مصطفیٰؐ کے بعد

کس کا جمال دیکھ کر پتھر کریں کلام
کس کے گواہ ہیں شجر و حجر مصطفیٰؐ کے بعد

ظلمت کی رات چھٹ گئی صبح طلوع ہوئی
گہنا گئی ہے پھر وہ سحر مصطفیٰؐ کے بعد

محشر میں اُمتوں کو سب بھیجیں حضور تک
جائے گا پھر کہاں یہ بشر مصطفیٰؐ کے بعد

ان کا خیال ہے تو ہے گلشن یہ زندگی
ویراں ہے نورؔ دل کا نگر مصطفیٰؐ کا بعد

ظہورِ اقدس

جب تنہا ذات باری تھی   جب واحد نورِ وحدت تھا
نہ شمس و قمر ہی روشن تھے   موجود نہ عرش و کرسی تھی
اک نور خدائے واحد نے   خود اپنے نور سے خلق کیا
وہ نور عجب اک پیکر تھا   جو حمد و ثناء کا خوگر تھا
بس حمدِ خدا تھا کام اس کا   وہ ذات ہی اس کا محور تھا
تھا نور وہی جو بعد ازاں   آدم کے ماتھے چمکا تھا
اس کی ہی عزت کی خاطر   آدم کو سجدہ ٹھہرا تھا
اس کے ہی نام کی برکت سے   جب نوح کی کشتی پار لگی
اس کے ہی نام کی نسبت سے   وہ بس ابراہیمؑ معزز تھے
اس کے اجداد میں ہونے سے   بس اسمٰعیلؑ مکرم تھے
اس کے اکرام کی نسبت سے   سب نبیوںؑ کو توقیر ملی
وہ نور جہاں سے بھی گزرا   ہر نفس کو شوکت بانٹ گیا
ہر صُلب کو عزت بانٹ گیا   ہر رِحم کو دے تکریم گیا
اک دور آیا جب ہر جانب   اک ظلم اندھیرا چھایا تھا
ہر بستی ظلم کی بستی تھی   ہر صحرا خون کا پیاسا تھا
ہر بچی ظلم سے مرتی تھی   ہر بیوہ کا دل جلتا تھا
ہر رستہ مقتل مقتل تھا   ہر لمحہ ایک قیامت تھا
ہر شخص بہت رنجیدہ تھا   ہر قافلہ راہ میں لُٹتا تھا

ہر موڑ پہ موت کا پہرہ تھا ہر لمحہ محشر برپا تھا
پھر ذات حق کو رحم آیا انسان کے جلتے زخموں پر
جب آہیں سب مقبول ہوئیں جب چیخیں سب منظور ہوئیں
پھر ابرِ رحمت اللہ آیا پھر کرم کا بادل برس گیا
وہ نور جو آدم سے لے کر ہر پاک نفس میں ٹھہرا تھا
وہ جس کی آمد کی خاطر دن رات دعائیں ہوتی تھیں
ہر آنکھ میں جس کی مورت تھی ہر لب پر۔ جس کا چرچا تھا
ہر دل کی دھڑکن تیز ہوئی ہر سوچ کا دھارا ٹھہر گیا
وہ بجلی بن کر چمک گیا وہ بادل بن کر برس گیا
وہ بارہ ربیع الاول کو گھر عبداللہ کے اتر آیا
ہر جان خوشی سے چیخ اٹھی ہر پھول خوشی سے جھوم گیا
ہر دل میں ایک ترانہ تھا ہر لب پر ایک ہی نغمہ تھا
وہ نور جہاں پر چمکا ہے جو مہر و وفا کا ھالہ ہے
وہ عزّ و شرف کا پیکر ہے وہ رحمت کا پُرکالہ ہے
وہ ہر اک دل کی دھڑکن ہے اسے حق نے ناز سے پالا ہے
وہ ساقی حوضِ کوثر کا وہ لاج نبھانے والا ہے
وہ تیرا کملی والا ہے وہ میرا کملی والا ہے

فارسی نعت

جاں برائے مصطفیٰ ایماں برائے مصطفیٰ
دردِ دلِ ما الفتِ یزداں برائے مصطفیٰ

ہر کسے در الفتِ احمد زبانش بستہ است
جبرائیل و جامی و حساں برائے مصطفیٰ

لحہ لحہ در فراقِ یار می پیچیدہ ام
روز و شب درماندہ ام گریاں برائے مصطفیٰ

دان اے مسلم رضائے اقدسِ پروردگار
خندہ است و می غنود نالاں برائے مصطفیٰ

قلبِ ما در سوزِ الفت چشمِ ما در راہ او
عشقِ ما در ہر سمت جویاں برائے مصطفیٰ

نعمتِ حق می شود تقسیم از دست حبیب
حسنِ فطرت صورتِ خوباں برائے مصطفیٰ

غنچہ غنچہ در ثنائے خواجۂ مابستہ است
ایں گلاب و سنبل و ریحان برائے مصطفیٰ

سوختہ جاں نور شد بے دست و پا و بے قرار
مثلِ شمع در شبِ ہجراں برائے مصطفیٰ



یہ بات بڑی صاف ہے پردہ نہیں کوئی
اللہ کی مخلوق میں ان سا نہیں کوئی

دکھ درد کے ماروں کو مژدہ یہ سنا دو
اس شخص کے سرکار ہیں جس کا نہیں کوئی

اعمال کی کثرت پہ بھروسہ نہیں کوئی
پر ان کے غلاموں کو خطرہ نہیں کوئی

جو شخص محمدؐ سے محبت نہیں رکھتا
اس بے سرو ساماں کا عقیدہ نہیں کوئی

سر جس نے نہ سرکار کی چوکھٹ پر جھکایا
اس شخص کا اسلام سے ناطہ نہیں کوئی

مجھ جیسا زمانے میں رسوا نہیں کوئی
سرکارؐ سا دنیا میں آقا نہیں کوئی

تم نورؔ گنہگار اگر ہو تو غضب کیا
اس رحمت کونینؐ میں غصہ نہیں کوئی



ان کی عظمت میں کچھ کلام کریں
معتبر اپنے صبح و شام کریں

ابتداء بھی ہو ان کے کوچے سے
ان کی گلیوں پہ اختتام کریں

باغِ ہستی میں جی نہیں لگتا
ان کی گلیوں میں چل خرام کریں

کفر نے بہت رگیدا ہم کو
اب تو سامانِ انتقام کریں

آؤ عشقِ نبی کی شمع سے
روشن اپنے دلوں کے بام کریں

صبح مکے میں طلوع ہو ہم پر
اور طیبہ میں چل کے شام کریں

سیرتِ مصطفیٰؐ کے جادو سے
کافروں کے دلوں کو رام کریں

چلتے پھرتے کسی کو یاد کریں
جینا مرنا کسی کے نام کریں

نوؔر بھیجے سلام صبح و مسا
کاش وہ اِلتفات عام کریں



انکا دامن جو تھام لیتے ہیں
عرشیوں کا سلام لیتے ہیں

جب بھی آلام نے کبھی گھیرا
ہم محمد ﷺ کا نام لیتے ہیں

ٹھوکریں کھا کے جو بھی گرتا ہے
اس کو سرکار تھام لیتے ہیں

فیضِ داماں، ہادیِ عالم
ہم پڑے صبح و شام لیتے ہیں

عقل والوں کی یہ کہاں قسمت
فیض سارا غلام لیتے ہیں

قاتلوں کو معاف کرتے ہیں
اس طرح انتقام لیتے ہیں

اپنے دیتے ہیں اہل حق کو سزا
غیر سے احترام لیتے ہیں



جب سر حشر محمدؐ کا نظارا ہو گا
پھر خدا جانے کہ کیا رنگ ہمارا ہو گا

روزِ محشر تیری عظمت کا پھریرا ہو گا
ہر کسی کو تیری رحمت کا سہارا ہو گا

کوئی عالم ہو کہ فاضل ہو کہ شاہ ہو کہ گدا
تیرے ٹکڑوں پر پلیں گے تو گزارا ہو گا

حُسنِ مطلق کی تجلی کی شعاعیں دے کر
شبِ معراج تیرا روپ نکھارا ہو گا

چومتی تھی جسے اے دائی حلیمہ پل پل
میرا منتھار بھلا کتنا پیارا ہو گا

نورؔ بھی جائے گا اک دن تو مدینے لیکن
جب بلندی پہ مقدر کا ستارا ہو گا



کملی والے کے سوا کوئی سہارا ہی نہیں
آپ کے قدموں سے لپٹے بن گزارا ہی نہیں

آج رو رو کر منا لو مصطفیٰؐ کو دوستو
روزِ محشر وہ نہ کہہ دیں یہ ہمارا ہی نہیں

کس لئے وہ دل ہیں اور کس کام کی آنکھیں ہیں وہ
مصطفیٰؐ کا نور جن آنکھوں کا تارا ہی نہیں

اس کے ایمان کی ضمانت کیا ملے جس شخص نے
پیار انؐ کا دل کی بستی میں اتارا ہی نہیں

ذرے ذرے کا کڑا ہو گا وہاں بھی احتساب
ایک یہ پیمانِ ہستی بس ادھارا ہی نہیں

آج آئے تھام لے دامن رسولؐ اللہ کا
مصطفیٰؐ نے جس کو بخشش کا اشارا ہی نہیں

روزِ محشر کونسا چہرہ دکھاؤ گے اے نورؔ
تم نے اپنی عاقبت کو جب سنوارا ہی نہیں

قرآن

یہ وہ مصحف ہے جو پیغام توحید و رسالت ہے
کہ جس کی ہر سطر کو دیکھ لینا ہی عبادت ہے

وہ جس کو چومنا مومن کی اک ابدی سعادت ہے
وہ جس کا ہر بیاں محفوظ ہے حکمِ شریعت ہے

وہ قرآں خالقِ کونین کا پیغامِ الفت ہے
وہ سیرت سرورِ عالم کی ہے دستورِ وحدت ہے

عطاؤں کی صدائیں ہیں یہ محبوب حقیقی کی
وفا کی داستانوں سے بھری راہ طریقت ہے

قرآن مجید

یہ وہ قرآن ہے جس نے طریق زندگی بدلا
یہ وہ قرآن ہے جس نے مزاجِ آدمی بدلا

یہ وہ قرآن ہے جو احمدؐ مرسل کی سیرت ہے
یہ وہ قرآن ہے جو سر تا سر راز کی حقیقت ہے

یہ وہ قرآن ہے جو گرتی قوموں کو اٹھاتا ہے
یہ وہ قرآن ہے جو عبد کو حق سے ملاتا ہے

یہ وہ قرآں ہے جو رازِ حقیقت کھول دیتا ہے
یہ وہ قرآں جو چپ رہ کے سب کچھ بول دیتا ہے

درود

نغمۂ ذوقِ انتظار درود
ہے ذریعۂ وصلِ یار درود

شیوۂ ربِ کردگار سلام
تحفۂ بادِ نو بہار درود

ان کی پلکوں پہ بے حساب سلام
ان کی زلفوں پہ بے شمار درود

دل میں یادِ شہرِ مدینہ ہے
ہو کے پڑھتا ہوں اشکبار درود

آؤ کاسے نصیب کے بھر لو
رحمتوں کی ہے آبشار درود

اونچی بینی کی دلنشینی پر
نیچی نظروں پہ لاکھ بار درود

لب پہ ہر دم سلام ہو رقصاں
دل میں مچلے ہے بار بار درود

میں تو ہجرِ نبی کی راتوں میں
ہو کے پڑھتا ہوں دلفگار درود



تیرے آستاں سے دوری کبھی تھی، نہ ہے، نہ ہو گی
کوئی آرزو ادھوری ۔کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

ترے سنگِ در سے نسبت میری ہو گئی ہے جب سے
میرے دل کو ناصبوری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

درِ یار تک پہنچنا ہے یہ کام عاشقوں کا
تیری عقل کو حضوری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

درِ مصطفیٰ کو حق سے ۔ اے جدا سمجھنے والے
تیری یہ مراد پوری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

جو ہے عشق انکا دل میں تو کرم بھی انکا ہو گا
تیری آرزو ضروری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

تیرے ہجر کی فضا میں میرا منہ چھپا کے رونا
میری یہ ادا شعوری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی

تو جو سنگِ در بنے تو ہے بڑا تیرا مقدر
تیری ذات نورؔ نوری کبھی تھی نہ ہے نہ ہو گی



میرا وظیفہ فقط تیری جستجو ٹھہرا
یہ دل کا شہر تیرا گنج آرزو ٹھہرا

تیرے مقام کو ماپوں یہ کیا مجال میری
کہ تیرا نقش قدم میرا کاخ و کو ٹھہرا

تیرا وجودِ کرم بحر بے کنار سہی
میں آپ بے سرو سامان و بے صبو ٹھہرا

تیری ہر ایک ادا اور تیرا ہر انداز
کلام پاک کا موضوعِ گفتگو ٹھہرا

تیری نگاہ نے ہر بار دستگیری کی
ہر امتحان میں تب ہی میں سرخرو ٹھہرا

پھر اسکو خُلد کی رعنائیوں سے کیا نسبت
گدائے کوچۂ الفت جو مُوبہ مُو ٹھہرا



مدینے کی زیارت ہو گئی ہے
نگاہوں کی عبادت ہو گئی ہے

تیرے کوچے میں چلنا پاؤں کے بل
میرے آقا جسارت ہو گئی ہے

میری آنکھوں سے اشکوں کا اُبلنا
تیری فرقت میں عادت ہو گئی ہے

گناہوں کے سمندر میں گھرا ہوں
عیاں میری حقیقت ہو گئی ہے

تیری ساری اداؤں کو ملایا
مکمل اب شریعت ہو گئی ہے

تیرا غم جب سے ہستی کو ملا ہے
غمِ جاں سے فراغت ہو گئی ہے

بڑا ہے نوؔر تیرا بھی مقدر
کہ تجھ پر بھی عنایت ہو گئی ہے

II

تحریکی، مشنری، انقلابی

چراغِ علم

چراغ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
سبھی صدا یہ لگاؤ بڑا اندھیرا ہے

دیئے یہ اپنے لہو سے جلائے ہیں ہم نے
ذرا سا تھم کے ہواؤ بڑا اندھیرا ہے

خدا کے واسطے من کی مہیب وادی میں
وفا کی شمعیں جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

میرے جہان میں تاریکیوں کا پہرہ ہے
میرے وطن کے خداؤ بڑا اندھیرا ہے

میں سو چکا ہوں جو غفلت کی اوڑھ کر چادر
مجھے ابھی نہ جگاؤ بڑا اندھیرا ہے

خدا سے بھی تو کچھ نور علم کا مانگو
میرے نبی کے گداؤ بڑا اندھیرا ہے

ہماری روح کی وادی پہ مثلِ طورِ کلیم
کوئی تو بجلی گراؤ بڑا اندھیرا ہے

خدا نے بھیج دیا ہے اب علم کا سورج
نہ اتنا شور مچاؤ بڑا اندھیرا ہے

جلائے علم کے کتنے چراغ طاؔہر نے
کہ اب تو بھول بھی جاؤ بڑا اندھیرا ہے

سنا ہے نور ہوا ہے اب ان کے در کا غلام
سو لب پہ بات نہ لاؤ بڑا اندھیرا ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

یہ تلواروں کی پالی ہے یہ عفت کی رکھوالی ہے
کونین سجانے والی ہے یہ فطرت کی سازندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

یہ ہاجرہؓ آسیہؑ مریمؑ ہے یہ فاطمہؓ عائشہؓ زینبؓ ہے
یہ دین نبیؐ کی غیرت ہے ہر روپ اس کا تابندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

تقدیس ہے خود چادر اسکی زہرہ ہے خود رہبر اسکی
تاریخ کے ماتھے پر اسکی ہر ایک کہانی کندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

یہ زینبؓ بن کر آتی ہے یہ طوفان بن کر چھاتی ہے
یہ کربل سیج سجاتی ہے طاغوت اس سے شرمندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

گھر بار لٹا کر چلتی ہے   خیمے جلوا کر چلتی ہے
اسلام کی خاطر نوّر اسکا   ہر نقشِ قدم پائندہ ہے

اسلام کی بیٹی زندہ ہے
اسلام کی بیٹی زندہ ہے

ہم انقلاب زادیاں

ہم انقلاب لائیں گی جہان کو دکھلائیں گی
جہاد میں قدم مجاہدین سے ملائیں گی
جلا کے اپنے خون کو بنیں گی ہم بھی ضوفشاں
ہم انقلاب زادیاں نبیؐ کی نوکرانیاں

غلام ہیں رسولؐ کی ہیں خاکِ بتول کی
یہ پتھروں سے سخت ہوں گی ہیں جو مثل پھول کی
ہمارے سر پہ ہے ردائے فاطمہ کا سائباں
ہم انقلاب زادیاں نبیؐ کی نوکرانیاں

اٹھو اٹھو بڑھو لڑو اے دین کے محافظو
تمہارے سنگ ہیں اے انقلاب کے کے مجاھدو
کہ پھر سے یاد آئے سب کو کربلا کی داستاں
ہم انقلاب زادیاں نبیؐ کی نوکرانیاں

ہے کاروانِ انقلاب راہبر ہے لاجواب
یہ نگاہِ مصطفیٰؐ سے قافلہ ہے فیضیاب
سنگ سنگ زلفِ مصطفیٰؐ کی کالی بدلیاں
ہم انقلاب زادیاں نبیؐ کی نوکرانیاں

ہے نُور کی یہ آرزو صدا اٹھے یہ کو بہ کو
کہ جان دے کے ہم بچائیں دینِ حق کی آبرو
اور منزلوں سے آشنا ہو اپنا کارواں
ہم انقلاب زادیاں نبیؐ کی نوکرانیاں



نظام شمس و قمر اب بدل تو سکتا ہے
مگر جہاد کی تحریک رک نہیں سکتی

حسینؑ کی طرح گردن یہ کٹ تو سکتی ہے
کسی یزید کے آگے یہ جھک نہیں سکتی



مصطفوی بہنوں اللہ سے ہم نے یہ عہد نبھانا ہے
اس پاک وطن کی دھرتی کو پھر پاکستان بنانا ہے

اس پرچم سبز ہلالی کو اب اس گلشن کے مالی کو
اونچا کرکے مورال اس کا سب دینا کو دکھلانا ہے

ہم نے وہ قائد پایا ہے جس کا دنیا پہ چرچا ہے
دوکان ہے اس کی بہت نئی پر سودا بہت پرانا ہے

ہم مصطفوی ہیں اب ہم نے جذبوں کی حرارت دے دے کر
ہم نے دھرتی کے ذروں کو پھر سورج چاند بنانا ہے

یہ پرچم اپنا آنچل ہے اس چاند سے یہ دل گھائل ہے
یہ تارا اپنی قسمت کا اس تارے کو چمکانا ہے

انقلاب انقلاب انقلاب

خوابِ غفلت سے سب کو جگا دو
مستِ جامِ شہادت بنا دو
کفر ہو جائے گا آب آب
انقلاب انقلاب انقلاب

ہے گھڑی انقلابی سفر کی
کھاؤ مت ٹھوکریں دربدر کی
ایک ہو کر بنو لاجواب
انقلاب انقلاب انقلاب

ملک کے دور کر دو اندھیرے
ہر برائی کرے گول ڈیرے
رقم تاریخ میں کر دو باب
انقلاب انقلاب انقلاب

طاہر القادری نام جس کا
یہ بہت سخت ہے کام اس کا
ہے میرا رہنما لاجواب
انقلاب انقلاب انقلاب

خونِ دل سے چمن کو نکھاریں
جان لٹا کر بھی ہمت نہ ہاریں
فضلِ ربی سے ہوں کامیاب
انقلاب انقلاب انقلاب

وقت ہے ظلم کا سر کچل دیں
بے ضمیروں کو پاؤں سے مَل دے
ظالموں کو کریں بے نقاب
انقلاب انقلاب انقلاب

ہر طرف دورِ مہر و سکوں ہو
دل میں عشقِ نبی کا جنوں ہو
نورؔ تیرے بھی پورے ہوں خواب
انقلاب انقلاب انقلاب



لائیں گے انقلاب لُٹا کر جوانیاں
لکھیں گے خونِ دل سے نئی ہم کہانیاں

اے ظلم و ستم اب کہ تیری خیر نہیں ہے
دم لیں گے ہم مٹا کے تیری سب نشانیاں

منہاج القرآن

عظمتِ اسلام کی برہان منہاج القرآن
مصطفیٰؐ کے دین کی پہچان منہاج القرآن

جس نے دیں پیاسے دلوں کو عشق کی سرشاریاں
بانٹتا ہے دولتِ ایمان منہاج القرآن

انقلابِ مصطفیٰؐ کی جاگتی تصویر ہے
ہیں مقاصد اس کے عالی شان منہاج القرآن

میرے دل کی دھڑکنوں کا ساز منہاج القرآن
مصطفیٰؐ کے عشق کا سامان منہاج القرآن

انبیاء کے آپ سلطاں اور انکے فیض سے
ساری تحریکوں کی ہے سلطان منہاج القرآن

یہ ہے کانٹوں کا بچھونا یہ نہیں پھلوں کی سیج
جاں لٹانے کا ہے یہ پیمان منہاج القرآن

ٹوٹ جائیں گی یہ زنجیریں سبھی طاغوت کی
بن کے یہ اٹھے گا جب طوفان منہاج القرآن

سرور عالم کی رحمت غوث اعظم کا ہے فیض
ظاہراً ہے بے سرو سامان منہاج القرآن



رونے کا وقت ہے نہ رلانے کا وقت ہے
پھر کربلا کی سیج سجانے کا وقت ہے

پھر سے یزیدیت ہے مسلّط نظام پر
پھر سے حسینیوں کو جگانے کا وقت ہے

بالائے عرش رحمتِ ربی ہے منتظر
ساحل پہ کشتیوں کو جلانے کا وقت ہے

اٹھو خدا کے واسطے نامِ حسینؓ پر
پروانہ وار جان کے لٹانے کا وقت ہے

کب سے ہیں پھر سے منتظر کوفے کے بام و در
پھر قافلہ سروں کا چلانے کا وقت ہے

قائد ملا ہے تم کو پھر شبیر کا غلام
باطل سے آج پنجہ لڑانے کا وقت ہے

تکتے ہیں راہ نقش قدم پھر حسین کے
اس راستے پہ قوم کے آنے کا وقت ہے

انقلابی نظم

انقلابِ مصطفیٰؐ پر سُوبپا ہو جائے گا
جب زمانہ اس نوا سے آشنا ہو جائے گا

ابتلائے قوم ہے تم دل نہ ہرگز ہارنا
درد جب حد سے بڑھے گا خود دوا ہو جائے گا

دیکھ لے گا سب زمانہ کچھ دنوں کی بات ہے
قادری ! ہر شخص تیرا ہم نوا ہو جائے گا

ہر کسی کے لب پہ ہوں گے نعرہ ہائے انقلاب
قادری ہی، ہر کسی کا دلربا ہو جائے گا

چھٹنے والی ہیں گھٹائیں ظلم و استبداد کی
ایک دن منظر یہ سارا خوشنما ہو جائے گا

نفرتوں کے بت دلوں سے توڑ ڈالے جائیں گے
ہر کسی کا مشغلہ صدق و صفا ہو جائے گا

ہونے والا ہے بپا پھر معرکۂ انقلاب
پھر یزید و بوجہل فرعوں فنا ہو جائے گا

توڑ سارے امتحاں میں مردِ مومن کے لئے
تم اٹھو گے ساتھ تمہارے خدا ہو جائے گا



ہمیں سوئی ہوئی اس قوم کو پھر سے جگانا ہے
قرونِ اوّلین کا رنگ دنیا کو دکھانا ہے

صدا آئی ہے پھر حق آ گیا باطل چلا جائے
جہاں میں مصطفیٰؐ کے دین کا ڈنکا بجانا ہے

زبانوں پر ترانے مصطفیٰؐ کی شان کے لا کر
دلوں کو الفتِ سرکارِ عالم سے بسانا ہے

اسی خاطر سبھی آ کر یہاں پلکیں بچھاتے ہیں
کہ منہاج القرآں سرکار کا مہمان خانہ ہے

زمین پر انقلابِ مصطفویؐ کو بپا کرکے
دلوں میں پھر چراغِ الفتِ احمدؐ جلانا ہے

خدا نعمت جو دیتا ہے تو پہلے آزماتا ہے
تمہاری قوم کو بھی نور اس نے آزمانا ہے



مسجدیں بُتکدے ہیں مسلک کے
او لب توپ کے دھانے ہیں

دینِ اسلام کا نہیں پرچار
پیٹ پوجا کے سب بہانے ہیں

کس قدر مے کدے ہیں پُر رونق
کتنے ویران آستانے ہیں



صدائے بحرِ عطا بار بار آتی ہے
خزاں رسیدہ چمن میں بہار آتی ہے

اٹھو مجاہدو شیوۂ حیدری لیکر
فلک سے نُصرت پروردگار آتی ہے

بچائیو مجھے دینِ محمدیؐ ہوں میں
یہ ہر طرف سے صدا دلفگار آتی ہے

جہاں میں مصطفوی انقلاب آئے گا
مجھے یہ لوح و قلم کی پکار آتی ہے

اے میرے قادری قائد مجاہد اعظم
یہ خلق آپ پہ ہونے نثار آتی ہے

یہ انقلاب کے طوفاں کو کیسے روکے گی
جو اپنے راہ میں گرد و غبار آتی ہے

ہزار مشکلیں مردانہ وار کاٹیں گے
نہیں ہے غم اگر راستے میں دار آتی ہے



آؤ ہو جاؤ ہم سفر لوگو
ظلم ہو گا نہ ہو گا شر لوگو

شبِ ظُلمت تمام ہوتی ہے
ہونے والی ہے اب سحر لوگو

چھوڑ کر در حبیبِ مدنیؐ کا
کیوں بھٹکتے ہو دربدر لوگو

چھن گئی ہم سے عزت و ناموس
ہم سے روٹھے ہیں سب ہنر لوگو

قوم کا پھر خدا ہی حافظ ہے
جب لٹیرے ہوں راہبر لوگو

اک ستارہ چمکنے والا ہے
پھر زمانے کے دوش پر لوگو

منزلِ انقلاب تکتی ہے
کوئی ہو عازمِ سفر لوگو

امت مصطفیؐ سنور جائے
یہ ہے بس مطمعِ نظر لوگو

عظمتِ دینِ مصطفیؐ کے لئے
کھیل جائیں گے جان پر لوگو



اب پھر جواں دلوں کو عجب رہنما ملا
جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ سب سے جدا ملا

کیونکر فدا نہ ہوں ہم اس در پہ ہزار بار
اس در سے ہمیں یارِ درِ مصطفےٰ ملا

منزل ہے انقلاب میری ہر نگاہ کی
کر دیں گے ختم راہ میں جو کج ادا ملا

ساقی تیری نگاہ پہ کر دیں گے خونِ دل
تو ہی تو اس جہاں میں فقط آشنا ملا

قائد کی معیّت میں جو اٹھتا گیا قدم
پیغام ہر قدم پہ ہمیں جانفزا ملا

کیوں نہ حقیر جان لٹائیں گے شوق سے
ہم کو وفائے یار سے ذوق وفا ملا

اب دوستو ملا کے قدم سے قدم چلو
جو کوئی راہگیر تھا بھٹکا وہ آ ملا

اک قافلہ تھا سوئے حرم پھر رواں دواں
یہ نورؔ گنہگار بھی پیچھے سے جا ملا



اس طرح ہم اک ہو جائیں کہ اپنا اتحاد
کافروں کے واسطے از خود علانِ جنگ ہو

جس طرح ہے ایک اللہ ایک رہبر اسطرح
ایک عزت ایک عظمت ایک سب کا لنگ ہو

ہر کوئی ہو یار کی زلفوں میں پیچیدہ پڑا
رسم ہائے کفر نہ ہوں نہ رباب و جنگ ہو

مشرق و مغرب میں پھر ہو بول بالا دین کا
پھر سے دنیا پر قرونِ اولیں کا رنگ ہو

توڑ ڈالیں دین پر سے جامدیّت کا طلسم
وقت کی رفتار سے اسلام ہم آہنگ ہو

کٹ مریں پھر خواجۂ بطحا کے سچے دین پر
پھر سے پیدا معرکۂ کربلا کا رنگ ہو

انقلابی سوچ پیدا آج کے مسلم ہیں ہو
اور سونے پر سہاگہ یہ کہ مسلم ینگ ہو

کب رہا ہے دوستو یہ اہل دانش کا طریق
سوچ بھی ہو غیر کی اور سوچ پر بھی زنگ ہو

اس طرح یک جان ہو جائیں مسلماں سب کے سب
دیکھ لے دشمن ہماری دوستی تو دنگ ہو

قافلہ اسلام کا سوئے حرم ہو جا رہا
نور سا اِک بے نوا بھی قافلہ کے سنگ ہو

آج ہے ملت کی منزل مصطفوی انقلاب

ساتھیو سرکار کے عاشق کا دامن تھام لو
مے کدۂ مصطفیٰ سے الفتوں کے جام لو

دشمنو تم چھوڑ دو جل جل کے مرنا جان میں
یہ ہے فیضان نبی کچھ عقل سے بھی کام لو

سو چکی ہے قوم اس کو ہے جگانا خواب سے
آؤ تو سب اپنے ذمے یہ بھی اک الزام لو

وقت کی آغوش میں پلنے لگا ہے انقلاب
آؤ اپنے ساتھ زادِ رنج لو، آرام لو

آج ہے ملت کی منزل مصطفوی انقلاب
دوستو ! قرآن سے منہاج کا افہام لو

وقت کے ماتھے کا اب جھومر ہے طاہر قادری
قادری کا نام لو ہر وقت لو ہر گام لو

ہے عقیدہ نور کا جب بھی کوئی مشکل پڑے
بس خدا کی بارگہ میں مصطفےٰ کا نام لو



جا رہے ہیں لے کر پھر حالت سوئے انقلاب
الحذر رنگیں ہے مطلعِ طلوعِ انقلاب

ظلم کے بڑھتے ہوئے طوفان کے پیش نظر
پل رہی ہے قوم کے ذہنوں میں خوئے انقلاب

ہم ہیں داعی انقلابِ مصطفٰے کے اے خدا
ہاتھ میں تیرے ہے مولا آبروئے انقلاب

پل رہی ہے پھر سے آغوشِ وطن میں اک سپاہ
کر رہی ہے قوم ساری جستجوئے انقلاب

آج طاہر قادری کے انقلابی فیض سے
نوؔر کے دل میں رواں ہے ایک جوئے انقلاب



مصطفےٰ کے دین پر سب کچھ لٹایا جائے گا
کربلا کا رنگ دنیا کو دکھایا جائے گا

اہلبیتِ پاک کی سنت کو پھر دھرائیں گے
پھر حسین ابن علی کا دور لایا جائے گا

لاکھ ہا قربانیاں دے کر بنایا تھا جسے
پھر اسے قربانیاں دے کر بچایا جائے گا

بے ضمیروں پر زمیں پھر تنگ ہوتی جائے گی
ظلم و استبداد کا ہر بت گرایا جائے گا

ہر طرف اسلام کے نغمے الاپے جائیں گے
پرچمِ اسلام ہر سو لہلہایا جائے گا

حق سے محروموں کو ان کے حق دلائے جائیں گے
ظالموں سے ظلم کا بدلہ چکایا جائے گا



III

شخصیات

امام عالی مقام

سب کچھ لٹا کے دیں کو بچایا حسینؑ نے
لاشوں سے اپنے گھر کو سجایا حسینؑ نے

سرمایہ زندگی کا اثاثہ حیات کا
ہاتھوں پہ رکھ کے اپنے لٹایا حسینؑ نے

ذلت کی زندگی سے ہے بہتر وفا کی موت
یہ درس مومنوں کو پڑھایا حسینؑ نے

لاشے تڑپ تڑپ کے گرے گرم ریت پر
گھر ان حسین گلوں سے سجایا حسینؑ نے

شوق وصالِ یار نے بے چین کر دیا
ہنس کر گلے قضا کو لگایا حسینؑ نے

شبیر کے بغیر ہے اسلام نا تمام
پایہ ہے کس نے پایا جو پایا حسینؑ نے

راہ وفا پہ صبر کا دامن نہ چھوڑیئے
مشکل سہی پر کرکے دکھایا حسینؑ نے

باطل کے اقتدار کو تسلیم نہ کیا
کٹوا دیا پہ سر نہ جھکایا حسینؑ نے

حسین ابن علی

جو فاطمہؓ کی گود میں آیا وہ کون تھا
نانے کا دین جس نے بچایا وہ کون تھا
سب کچھ خوشی سے جس نے لٹایا وہ کون تھا
سجدے میں جس نے سر کو کٹایا وہ کون تھا
زہرہ کے دل کا چین تھا بیٹا علی کا تھا
جنت کا تاجدار نواسہ نبیؐ کا تھا

ساقی روزِ حشر پیاسے ہیں دوستو
یہ کون ہیں نبیؐ کے نواسے ہیں دوستو
چہرے سبھی کے پھول نملے سے ہیں دوستو
روٹھے جو اہل بیت سے ہاسے ہیں دوستو
وہ شاہِ کائنات کے دل کا سرور ہیں
طیبہ کے گل ہیں گلشن طیبہ سے دور ہیں

صغری تکے ہے باپ کا مادر کا راستہ
مڑ مڑ کے دیکھتی ہے برادر کا راستہ
سب بھول گئے جا کے وہاں گھر کا راستہ
دل نے کہا کہ چل دیئے کوثر کا راستہ
کوئی ملائے گل کو چمن سے جدا ہوا
دل گرمی فراق سے جل کوئلہ ہوا

لاشوں کو گاڑ گاڑ کر کہتے ہیں برملا
مولا میں چاہتا ہوں فقط آپ کی رضا
نورِ نظر ہوئے ہیں جدا گر تو کیا ہوا
شکرِ خدا کا صبر کا وعدہ وفا ہوا
مولا تیری رضا تھی جو مطلوب ہم کو تھی
ہاں بزدلی کی زندگی معیوب ہم کو تھی

آدمؑ سے لے کے صبر کے قصے رقم ہوئے
ذات حسین میں وہ سبھی آ کے ضم ہوئے
کربل میں ختم آپ پہ رنج و الم ہوئے
لرزاں نہ اس جوان کے پھر بھی قدم ہوئے
ہنستا ہوا پدر سے وہ مادر سے جا ملا
میرا حسین اپنے برادر سے جا ملا

آقا حسین دھر میں جینا سکھا گئے
ہنس کر وہ جام موت کا پینا سکھا گئے
عزت کی موت کا وہ قرینہ سکھا گئے
دامن نبی کے دین کا سینا سکھا گئے
اے مصطفوی قوم جدھر سے گذر کرو
روشن نبیؐ کے عشق سے دیوار و در کرو

امت پہ مصطفےٰ کی یہ کیا وقت آ پڑا
اب پھر ہے میری قوم کو درپیش کربلا
لیکن حسین کوئی نہیں ہم ہیں پر خطا

مولا ہمیں یہ جرات و ہمت ہو گر عطا
مر جائیں کٹ کے دینِ محمدؐ کے واسطے
زندہ رہیں تو وقف ہوں امت کے واسطے

اے نورؔ تم بھی حقِ محبت ادا کرو
جاؤ جدھر بھی قوم کو بس یہ کہا کرو
اٹھو کہ بپا معرکۂ کربلا کرو
ہر دور کے یزید سے ٹکر لیا کرو
جب تک یہ قوم برسرِ پیکار رہے گی
زندہ رہے گی اور ثمر بار رہے گی



وہ مردِ حق جو اندھیری شب میں وفا کی شمعیں جلا رہا ہے
نئے زمانے کے ساز لے کر پرانے نغمے سنا رہا ہے

وہ علم و حکمت کا ماہپارہ و فضل و دانش کا استعارہ
جلا کے خونِ جگر سے شمع وہ ہم کو رستہ دکھا رہا ہے

میں اس کا قائل ہوں اپنی ملت کو خواب سے جو جگا رہا ہے
دلوں کی دھڑکن میں بس رہا ہے افق افق پہ جو چھا رہا ہے

اہلبیت

روز محشر کام آئے گا یہ نام اہلبیت
کون کر سکتا ہے اظہار مقدم اہلبیت

سب گھڑنے کا گھرانہ ہے سخی لجپال ہے
بٹ رہا ہے آج پر سو فیض عام اہلبیت

کوثر و تسنیم کے پیالوں کے مالک ہیں یہ لوگ
کر رہا ہے مست و بے خواب بھی جام اہلبیت

نورؔ کیا ڈر ہے تجھے ناداں عذابِ نار کا
تو غلام ابنِ غلام ابنِ غلامِ اہلبیت

حضور قدوۃ الاولیاء

حضور حق سے ہمیں ملایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
گرے پڑوں کو گلے لگایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
نسیم صبح کی تازگی وہ گلِ گلستان ہاشمی ہے
نسیم صبح کی تازگی وہ گلِ گلستان ہاشمی ہے
سراپائے غوثیت دکھایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
وہ شہرِ بغداد کی نشانی میری عقیدت کی راجدھانی
جہالتوں سے مجھے بچایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
وہ مسلم و حکمت آشنا بنایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
وہ علم و حکمت کے بحرِ اعظم ہمارے مونس ہمارے ہمدم
ہمیں خدا آشنا بنایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
ولایتوں کے سفیر ہیں وہ قسم سے بدر منیر ہیں وہ
صعوبتوں سے ہمیں چھڑایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
ہیں میری نس نس میں انکی یادیں میرے تصور میں ان کے جلوئے
ہمیں وفا آشنا بنایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے
بروزِ محشر اے کاش مجھ کو پیام آ کر یہ دیں ملائک
چلو تمہیں نورؔ ہے بلایا حضور قدوۃُ الاولیاء نے

حضور سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی کے حضور ہدیہ عقیدت

تو نے مے خانۂ توحید سجا رکھا ہے
تو نے لاہور کو بغداد بنا رکھا ہے

کوئی اپنا ہو پرایا ہو کہ شاہ ہو کہ گدا
تو نے سب کے لئے دروازہ کھلا رکھا ہے

تب سے جنت کا مکیں خود کو سمجھتا ہوں میں
جب سے تو نے مجھے قدموں میں بٹھا رکھا ہے

تیری عظمت' تیری رفعت' یہ کرم ہے تیرا
مجھ گنہگار کو دامن میں چھپا رکھا ہے

جب سے تھاما شہِ بغداد کا دامن میں نے
تب سے ہر شخص نے آنکھوں پہ بٹھا رکھا ہے

لوگ پیتے ہیں یہاں سے مئے توحید کے جام
تو نے دریائے محبت جو بہا رکھا ہے

ذکر اللہ کا مصداق تیرا روئے منیر
آج تک نوؔر نے یادوں میں بسا رکھا ہے



میں منگتا کے تیرے در پہ شاہانہ چلا آیا
تیری دہلیز پہ یہ تیرا دیوانہ چلا آیا

بڑے خوش بخت ہو تم لوگ اے پاکستاں والو
تمہارے پاس چل کر آپ مے خانہ چلا آیا

ہے بڑی اونچی تیری پرواز طاہر قادری

ساز ہے اسلام تو آواز طاہر قادری
ہے بڑی اونچی تیری پرواز طاہر قادری

عالم و جاہل تیری باتوں سے یکساں فیض لیں
دلنشیں کتنا تیرا انداز طاہر قادری

زاغ کائیں کائیں کرتے ہیں تو کرنے دو انہیں
تو میرے آقا کا ہے شہباز طاہر قادری

علمِ قرآن و حدیث و فلسفۂ اجتہاد
تو ہے ہر فن میں بڑا ممتاز طاہر قادری

لاؤں میں تشبیہہ کہاں سے استعارہ کیا کہوں
مصطفٰے محمود تو ایاز طاہر قادری

نغمہ زن ہو اے کہ افلاطون و جالنیسوس ما
کر دریچے حکمتوں کے باز طاہر القادری

بجھ چکی ہے شمعِ ایماں ہو گئے مردہ قلوب
چھیڑ دے پھر سے میرا پرانا ساز طاہر قادری

نورؔ خستہ تھا پریشاں تھا بڑا نجور تھا
تو میرا دلسوز ہے دمساز طاہر قادری

طاہر طاہر

قریہ قریہ کوچہ کوچہ طاہر طاہر
بستی بستی دھڑکن دھڑکن طاہر طاہر

پتہ پتہ غنچہ غنچہ بوٹا بوٹا
بولے...... اس گلشن کا ساون طاہر طاہر

آقا کی امت کے غم میں رونے والا
آقا کی ملت کا ساجن طاہر طاہر

علم و حکمت دانائی کی ساری باتیں
ان ساری باتوں کا مسکن طاہر طاہر

کائنات میں اس کے علم کا سکہ ہے
کہتے ہیں لوگ اس کے کارن طاہر طاہر

نورؔ یہ اس کی عظمت کا اعجاز ہے کہ
بولے میری ہستی' تن من طاہر طاہر

طاہر قادری

اولیاء و انبیاء کے سنگ طاہر قادری
کر رہا ہے ظالموں سے جنگ طاہر قادری

اس کی صورت میں ملا ہے قوم کو فیضِ نبیؐ
چڑھ گیا طاہر پیا کا رنگ طاہر قادری

چھا گیا ہے چند سالوں میں یہ شرق و غرب پر
رہ گئے ہیں دیکھ دشمن دنگ طاہر قادری

انقلابِ مصطفٰے آئے گا میرے ملک میں
توڑ دے گا سب رباب و چنگ طاہر قادری

ہے سراپا غیرتِ اسلام طاہر قادری
اور اپنی قوم کا ہے لنگ طاہر قادری

روشنی پھیلی ہے اس دھرتی پہ نورِ علم کی
دورِ حاضر سے ہے ہم آہنگ طاہر قادری

نورؔ تو بھی ان کا دامن تھام لے ایمان سے
مصطفٰے کے دین کا فرہنگ طاہر قادری

میرے قائد

میرے قائد تو نے پھر قوم کو عظمت دی ہے
علم و حکمت کے سرابوں کو حقیقت دی ہے

دورِ حاضر میں تیری ذات ہے انعامِ نبیؐ
تو نے اس قوم کو پھر اپنی شناخت دی ہے

فخر کرتی ہے میرے آقا کی ساری امت
دور حاضر میں وہ اللہ نے قیادت دی ہے

تو نے پیدا کئے ہر گام مجاہد ایسے
جن کے اشکوں نے زمانے کو تراوت دی ہے

نور ہی ایک نہیں تیرے قصیدے کہتا
سارے جگ نے تیری عظمت کی شہادت دی ہے

ایسے ہیرے کب روزانہ ملتے ہیں

کئی کئی صدیوں بعد یہ گلشن کھلتے ہیں
ایسے ہیرے کب روزانہ ملتے ہیں

صدیوں دنیا روتی ہے چلاتی ہے
تب جا کر یہ لوگ یگانہ ملتے ہیں

ہرگز ہرگز نہ سمجھیں کے جو ان کو
عقلوں کا لے کر پیمانہ ملتے ہیں

ہم نے دیکھا ہے کہ میرے قائد کو
عالم فاضل دیوانانہ ملتے ہیں

ان کی باتوں میں عشقِ سرکار کے ساتھ
بہت سے نقطے فلسفیانہ ملتے ہیں

اہل عشق کے آگے بچھ بچھ جاتے ہیں
شاہوں سے وہ بھی شاہانہ ملتے ہیں

سارا سال وہ طاہر گاتے ہیں
جو بھی لوگ اُن کو سالانہ ملتے ہیں

نورؔ تیری ہر بات میں ہے خوشبو انکی
تب ہی تجھ کو فیض روزانہ ملتے ہیں

علامہ اقبال کے لئے

وہ جو بن کر ایک مسیحا آیا تھا
اور تصور پاکستان کا لایا تھا

جس کے لمحے بے چینی سے کٹتے تھے
جو راتوں کو اٹھ کر رویا کرتا تھا

اس کے من پہ خاص خدا کی رحمت تھی
اس کے دل پہ صاف مدینہ لکھا تھا

اے روحِ اقبال بہت شرمندہ ہیں
کر نہ پائے کام جو تو نے سونپا تھا

اب بھی اس کی تان سنائی دیتی ہے
تو نے ایسا تار وفا کا چھیڑا تھا

تیرے فکر کی دیواروں کے سائے میں
ملت کا بے حال بدن ستایا تھا

آج بھی تیری ذات حکیم الامت ہے
تیرا ہر اک قول یقیناً سچا تھا

تجھ سے فیض نہیں ہم حاصل کر پائے
تو تو حکمت کا اک بہتا دریا تھا

ہند میں تیری ملت جس دم پیاسی تھی
تو رحمت کا بادل بن کر برسا تھا

اس کے دل پر نیم شبی کے نالوں میں
نورِ یقیناً قرآن نازل ہوتا تھا

علامہ اقبال

کتنے گلشن مہکے تیری یادوں کے
کوچہ کوچہ چرچے تیری یادوں کے

میرے دل کی دنیا کی تاریکی میں
چمکے چاند ستارے تیری یادوں کے

تو نے اپنا خون جلایا راتوں کو
ہم نے دیپ جلائے تیری یادوں کے

ہم نے اپنے من گھر کے دروازوں پر
لگوائے ہیں کتبے تیری یادوں کے

ڈولے کھاتے دیکھی کشتی ملت کی
آنکھ سے آنسو ٹپکے تیری یادوں کے

تیری یاد سے مستی سی چھا جاتی ہے
کتنے نین نشیلے تیری یادوں کے

تیرے سر پر سایہ کملی والے کا
میرے دل میں نقشے تیری یادوں کے

خوش بھی ہوں خوشحال بھی ہوں خوش قسمت بھی
دل میں ہیں سرمائے تیری یادوں کے

میری سوچ میں کب مایوسی آتی ہے؟
میرے دل پر پہرے تیری یادوں کے

نورؔ کے دل میں تیری چاہت کے ڈیرے
اس کے سر پر سائے تیری یادوں کے

فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین کے عرس پر لکھا گیا کلام

کیسا چرچا ہے فرید آج یہ گھر گھر تیرا
بن گیا چاند زمانے کا یہ طاہر تیرا

جس نے ہر گام زمانے کی رہنمائی کی
افقِ دہر پہ چمکے گا یہ اختر تیرا

تیرے جلوئے کی تمنائی ہیں آنکھیں کب سے
اب تو آ جائے نظر روئے منور تیرا

ہے تیرے فیض سے رعنائی میری دنیا کی
لائقِ رشک ہے واللہ مقدر تیرا

آ گیا وقت کہ چمکے گا یہ سورج بن کر
یہ مدبر یہ مفکر یہ مفسر تیرا

نور کہتا ہے نیہ تحریک یہ جذبہ یہ مشن
آرزوؤں کا ہے نقشہ یہ سراسر تیرا

منقبت "فرید ملت" ڈاکٹر فرید الدین قادری

آج پھر روحِ فرید الدین جلوہ گر ہوئی
آپ کی جلوہ نمائی پر لبِ کوثر ہوئی

اے طبیب ملتِ بیضا تیری تدبیر سے
حالت اس بیمار ملت کی بہت بہتر ہوئی

اس طرح سرکار کی نظرِ کرم تم پر ہوئی
بات تیرے خون کی تاثیر کی گھر گھر ہوئی

خوں پسینے سے چمن شاداب کرکے چل دیئے
سوچ کر یہ دل کی حالت صورتِ اخگر ہوئی

کس قدر واں دل لگا بیٹھا ہے ساقی آ بھی جا
راستہ تکتے ہوئے اب آنکھ بھی پتھر ہوئی

دیکھ لو آ کر کہ چرچے ہیں تمہارے ہر طرف
آج بھی محفل تمہارے نام کی شب بھر ہوئی

جو بھی آیا گلشن منہاج میں وہ بک گیا
خاک جُواڑ کر گری گر کر یہاں گوہر ہوئی

نور میٹھا ے کدے تیرے پہ دھر نا مار کر
خاک بھی اس کی تیری اولاد کی نوکر ہوئی

ڈاکٹر فرید الدین

کون تھا جس کے لئے تھی یہ سعادت منتظر
کون تھا جس سے ہوئی ہے یہ حقیقت معتبر

کس نے دامانِ حرم کو تھام کر کی تھی دعا
کس کے دل میں کروٹیں لیتی رہی یہ التجا

کون تھا جس کو بشارت تھی ملی سرکار سے
کس نے نعمت پائی طاہر کی خدا کے یار سے

کون رو رو کر طلب کرتا رہا بطلِ سعید
کون تھا جس کو خدائے پاک نے دی تھی نوید

کون روتا رات بھر مردِ قلندر کے لئے
کون روتا ملت سرکارِ داور کے لئے

کون خونِ دل جلا کے ضوفشاں پر سو ہوا
کس کے نورِ چشم نے طوفان برپا کر دیا

آ بھی جاؤ کہ چمن میں آ رہا ہے انقلاب
آ بھی جاؤ کہ ہے غنچہ غنچہ محو اضطراب

ھدیہ تہنیت بحق غزالہ حسن

ستارگانِ مقدر کی کہکشاؤں میں
تیرے نصیب کا تارا بڑا بلند رہا
جو تیرے خواب کی تعبیر بن کے آیا ہے
یہ اہل شوق کی نظروں میں ارجمند رہا
حسن رہا ہے بہاروں کی گود میں پلتا
بڑے بڑوں کو تصور میں یہ پسند رہا

تو خود غزال ہے تو کیا ہوا کہ یہ موتی
ستم شعار زمانے میں بے گزند رہا
تو اپنے خواب کی معراج پانے والی ہے
مہ و مہر سے تیرا مرتبہ بلند رہا
تجھے کروڑ مبارک ہو بنتِ اسلام
کہ کامیاب تیرے ذوق کا کمند رہا

تو اس حسیں چمن میں اترنے والی ہے
جو لاکھ دل کی کتابوں میں قلمبند رہا
دعا ہے نورؔ کی گلشن یہ شاد باد رہے
کہ اس خوشی میں بھی جو خوب ہوشمند رہا

میرا حسین

حسین عظمت و ہمت کی داستاں دراز
حسین ہی میرا قبلہ حسین میری نماز

حسین وقت کے دھارے میں بہہ نہیں سکتا
حسین ظلم پر خاموش رہ نہیں سکتا

حسن عظمتِ اسلام کا ستارہ ہے
حسین حیدر رو زہراء کا ماہپارہ ہے

حسین نام ہے طوفاں میں کود جانے کا
حسین نام ہے مر کر حیات پانے کا

حسین شوق ہے نیزے پہ جھوم لیتا ہے
حسین موت کے چہرے کو چوم لیتا ہے

حسین دوشِ نبوت پہ پلنے والا ہے
حسین خون سے تاریخ لکھنے والا ہے

حسین مردہ ضمیروں کا جاں دہندہ ہے
قسم ہے آج بھی میرا حسین زندہ ہے

IV

غزل متفرق

غزل

لبِ جُو پر تنے بیٹھے ہیں دریا کھو دیا ہم نے
جو منزل سے ملاتا تھا وہ رستہ کھو دیا ہم نے

جہالت بے ضمیری بے وقاری اور کم کوشی
کسی کا لے لیا کردار اپنا کھو دیا ہم نے

ہمارے لب سے پھولوں کی بجائے خار جھڑتے ہیں
جہاں میں بات کرنے کا سلیقہ کھو دیا ہم نے

یہ ناممکن نہیں کہ آج بھی اسلام زندہ ہو
مگر کیا کیجئے لُٹنے کا جذبہ کھو دیا ہم نے

یہ بازارِ سیاست ہی کی بے ذوقی کا مظہر ہے
کیا جھوٹے نگوں کو ہار سچا کھو دیا ہم نے

وہ قوت جس کے دم سے اپنی عزت تھی زمانے میں
وہی عشقِ شہِ بطحا کا سودا کھو دیا ہم نے

نہیں ہے نور اب تابِ سخن باقی میرے لب کو
ہمارے پاس کیا تھا اور کیا کیا کھو دیا ہم نے



کب سے جلا رہا ہوں تیری آرزو کی آگ
اب تلک مچل رہی ہے تیرے روبرو کی آگ

گلشن میں سب نے پہن لیا آتشیں لباس
پھیلی چمن میں آج گلِ خو برو کی آگ

وقتِ وصال سودائے توقیر نہ گیا
وجہ فراق و ہجر بنی آبرو کی آگ

دوری ہے ایک زخم تو قربت ہے ایک روگ
بے بس بنا گئی ہے تیری گفتگو کی آگ

ہم تھے ڈسے ہوئے تیری زلفوں کے ناگ کے
کچھ نہ میرا بگاڑ سکی پھر عدو کی آگ

بیٹھا تھا شوخ پاؤں ڈبو کر وہ نہر میں
کتنے چمن جلا گئی پھر آبجو کی آگ

آیا تھا نورؔ آپ کی جانب سکون کو
لیکن جگر جلا گئی تیرے صبو کی آگ



آنکھ نے دل کے سمندر سے چرائے آنسو
وہ نہ آئے جو میرے گھر میں تو آئے آنسو

ہم نے اپنوں کی جفاؤں سے پریشاں وہ کر
اپنے جذبات کی مرقد پر گرائے آنسو

ان کی آمد پہ سر راہ لٹانے کے لئے
ہم نے گلدستہ مژگاں میں سجائے آنسو

میری آواز سنی ان سنی کر دی تم نے
آج آؤ تو سناؤں میں نوائے آنسو



تیری فرقت کے داغ جلتے ہیں
دیکھ کتنے چراغ جلتے ہیں

میں تجھے کس طرح تلاش کروں
راستے میں سراغ جلتے ہیں

آج بلبل کی خوش الحانی پر
سارے بستی کے زاغ جلتے ہیں

آج واعظ کی ترش گوئی پر
طرز ہائے بلاغ جلتے ہیں

مجھ پہ دیوانگی ہوئی طاری
بن ہوئے خوش تو باغ جلتے ہیں

نور جب دل میں ہے اندھیرا تو
کس لئے پھر چراغ جلتے ہیں



زندگی ! تجھ سے پیار تھا، نہ رہا
ان پہ کچھ اعتبار تھا نہ رہا

ان سے نا آشنا تھے، بہتر تھا
حسرتوں کا شمار تھا، نہ رہا

لے کے حسرت کے داغ چلتے ہیں
آج تک انتظار تھا، نہ رہا

من کی ہر بات دل کو کہہ لیتے
ایک ہی غم گسار تھا، نہ رہا

ہنس کے رونا تو رو کے ہنس لینا
جس قدر کاروبار تھا، نہ رہا

جو بھی بندہ خدا کا دنیا میں
آدمیت شعار تھا، نہ رہا

سر میں سودائے عشق تھا تو یہ سر
چشمہ و آبشار تھا' نہ رہا

شکریہ موت کا جو آئی تو
دل میں جو انتشار تھا' نہ رہا

چل دیئے ہم تو خوش ہوئی دنیا
نوّر دھرتی پہ بار تھا' نہ رہا



میری نواؤں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا
ہر ایک ہنر کو پرکھا پہ کارگر نہ ہوا

ہر ایک شب تیرے کوچے میں ہم نے کاٹی ہے
تیرا ہماری گلی سے کبھی گذر نہ ہوا

یہ تیری ایک جھلک کی کرشمہ سازی ہے
اب تلک بھی بیابان دل کا گھر نہ ہوا

میری نظر نے تو ایسا کوئی نہیں دیکھا
جو تیرے پاس رہا اور تاجور نہ ہوا

کوئی حسین دکھا دے مجھے زمانے میں
کہ جس کے حسن پہ تیرا کبھی سحر نہ ہوا

جو سیپ عین سمندر میں بھی حریص رہا
ہزار سال رہا تہ میں پر گہر نہ ہوا

گذر رہی ہے بغاوت میں زندگی پھر بھی
میرے کریم کا مجھ پر کبھی قہر نہ ہوا

خدا سے لاکھ طلب کی ہے خاکِ راہ گزر
میرے نصیب میں لیکن یہ سیم و زر نہ ہوا

ہزار بار مٹایا ہے نوؔر نے خود کو
میری حیات کا یہ معرکہ بھی سر نہ ہوا



جینا کتنا مشکل ہے
یہ اعزاز بھی حاصل ہے
تیرے چاہت رکھتا ہے
دل دیوانہ پاگل ہے
میں ہوں جیسے پیاسی دھرتی
اور وہ گہرا بادل ہے
تیرا ظرف سمندر ہے
خالی میری چھاگل ہے
رہتا ہے تو دل میں پھر بھی
یہ دل کتنا بے کَل ہے
تیری سوچوں میں گم رہنا
یہ ہی میری محفل ہے
رہتا ہے وہ سر پر میرے
میرا مرشد کامل ہے
دور ہے اس کے عشق کی منزل
دل کا روگی پیدل ہے
جو محبوب ہے سارے جگ کا
وہ ہی نور کا سانول ہے



حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت فسادات میں کھو گئی

ہزاروں ہیں عصبیتیں گرمجُو
یہ ملت تضادات میں کھو گئی

عجم کیوں نہ مغرب کا پیرو بنے
کہ عربی عجمیات میں کھو گئی

ہُوا جب سے دربند تخلیق کا
شریعت جمودات میں کھو گئی

نہ رستہ نہ منزل نہ فکر و شعور
سیاست خرابات میں کھو گئی

چلی عقل جب عشق کی راہ پر
قدم کے نشانات میں کھو گئی

گئی عقل معراج کی کھوج میں
تو عرض و سموات میں کھو گئی

مگر ذات احمد کی کیا بات ہے
کہ محبوب کی ذات میں کھو گئی

خرد کو نہ اذانِ حضوری ہوا
حرم کے مضافات میں کھو گئی

چند نظروں کے تیر چل جائیں
جتنے ارمان ہیں نکل جائیں

خوب ہے گر ابھی وہ نہ آئیں
غم جدائی کے اور پل جائیں

ساتھ اچھوں کا ڈھونڈ لو شاید
دام کھوٹے بھی ساتھ چل جائیں

کیا بگڑتا ہے تیرے دامن کا
گرنے والے اگر سنبھل جائیں

ہم حیا کر رہے ہیں کانٹوں کا
لوگ پھولوں کو بھی مسل جائیں

یا الٰہی کرم کا اک چھینٹا
سب گنہ نورؔ کے بھی دُھل جائیں



وقت کے ماتھے پہ جو لکھی ہے وہ تحریر دیکھ
غیر کے ہاتھوں میں اپنے طوق کی زنجیر دیکھ

دیکھ لی چشم فلک نے مومنوں کی بے بسی
ان کے حق میں کفر کی اب شوخی تدبیر دیکھ

قید تنہائی میں گر چاہے کسی کو دیکھنا
آ میرے جذبوں کے ہاتھوں میں پڑی زنجیر دیکھ

دیکھنے کو اس زمانے میں ہے اب کیا رہا گیا
اہل دل کی خاکساری ظلم کی توقیر دیکھ

دیکھ قرآں میں ضمانت ہے تیری تکریم کی
اور پھر مومن کی صورتحال عالمگیر دیکھ

یا تو ہو عزت کا جینا اور یا غیرت کی موت
آزمانے میں مثال عظمت شبیر دیکھ

نورؔ منزل کا تعین کرکے چلنا کرے
ہر مسافر تجھ سے پہلے ہے پڑا دیگر دیکھ



دنیا بہار لیکن اصل بہار آنکھیں
ہوتا ہے بعد میں دل پہلے نثار آنکھیں

جس خوش نصیب نے بھی دیکھا ہو میرا دلبر
دے دے وہ چند لمحے مجھ کو ادھار آنکھیں

دل کا مقام اپنا اپنی جگر کی قیمت
مُلکِ وفا کی لیکن ہیں تاجدار آنکھیں

پھولوں سے بھی حسیں ہیں کانٹوں میں پر گھری ہیں
نعمت ہیں دو جہاں کی الفت شعار آنکھیں

کہتا ہے نورؔ کیونکر آنکھوں کے حق میں غزلیں
فتنہ اگر ہے دل تو ہیں انتشار آنکھیں



میں چاہتا ہوں تیرا حسن بے نقاب کروں
دکھا کے آئینہ تجھ کو میں لا جواب کروں

میری تمنا میرا ذوقِ استعارہ دیکھ
تیرے قدم کے نشان کو میں ماہتاب کروں

تیری ہر اک عنایت پہ بھی میرا حق ہے
میں تیری خود پہ جفاؤں کا گر حساب کروں

اگر نہیں ہے رسائی میرے مقدر میں
تو مفت میں میں کیوں اپنا جگر کباب کروں

گذر ہو آپ کا میرے غریب خانے پر
دل فگار کو اک تحفۂ گلاب کروں



رستہ تکتا رہتا ہوں جانے وہ کب آئے گا
میری ویراں آنکھوں میں اس کی یاد کے سپنے ہیں
میری بکھری پلکوں پر اس کے نام کے موتی ہیں
میرے دل کی دھڑکن ہی اس کے ذکر کی مالا ہے
اس کی راہوں کے ذرے میری آنکھ کے تارے ہیں
میں اک پیاسا صحرا ہوں وہ ہی میرا بادل ہے
اس کے سپنوں میں کھو کر خود کو بھی کھو بیٹھا ہوں
اس کے ہجر میں رو رو کر خود کو میں رو بیٹھا ہوں
میری پیاس ادھوری ہے وہ تو پھر بھی دریا ہے
میری آس آدھوری ہے وہ تو پھر بھی ملتا ہے
میری چاہت کا ہر روپ اس کے روپ سے ملتا ہے
میری پلکیں میرا دل اس کی سیر کا رستہ ہے
راہ سجائے بیٹھا ہوں گہری سوچ میں ڈوبا ہوں
کتنے ارماں مچلے ہیں اس کے انتظار میں
کتنی راتیں بیتی ہیں ایک ہی کاروبار میں
ہستی مٹتی جاتی ہے مہلت گھٹتی جاتی ہے
لیکن وہ من موجی ہے میرے لفظ ادھورے ہیں
رستہ تکتا رہتا ہوں جانے وہ کب آئے گا

گلے حضور کی امت کا غم لگا لینا
رہِ حیات کا یہ بار بھی اُٹھا لینا

سنبھلنا خود ہی نہیں ہے فقط تمہیں اے دوست
گرے پڑے ہوئے لوگوں کو بھی اُٹھا لینا

جو راہِ حق میں کبھی آئیں مشکلیں درپیش
یہ زہر پی کے بھی تھوڑا سا مسکرا لینا

نبی کے عشق میں اس زندگی کے دنگل میں
جنید بن کے کبھی خود کو بھی گرا لینا

بہ کوئے عشق بریز آبروئے تقویٰ را
یہ گھر لٹا کے محمدؐ کا دیں بچا لینا

تمہیں کبھی بھی جو خوشیاں ملیں زمانے میں
ہماری یاد کے دیپک ذرا جلا لینا

نہیں ہے نور مگر سگ تمہارے کوچے کا
حضور اس کو کبھی در پہ بھی بلا لینا

IV

پنجابی

نعتیہ، تحریکی و متفرق



تیری نظر عنایت دے سہارے یا رسول اللہ ﷺ
پئے ہندے غریباں دے گذارے یا رسول اللہ ﷺ

تیری رحمت غریباں دا سہارا بن گئی ورنہ
ایہہ اوگنہار پھر دے مارے مارے یا رسول اللہ ﷺ

قبر دا سفر لمّاں ایں کوئی سنگی نہ ساتھی اے
گناہاں دے اساں تھیں بھار بھارے یا رسول اللہ ﷺ

گناہاندے سمندر وچ میری کشتی پئی ڈبڈی دے
تساں بیڑے کروڑاں دے نے تارے یا رسول اللہ ﷺ

خدا را حشر وچ ساڈی وی آقا لاج رکھ لینا
جدوں ہوون گے عملاں دے نتارے یا رسول اللہ ﷺ

جنہاں اکھیاں نے تکیا سامنے بیہہ کے تیرا مکھڑا
کدی مل جان اوہ دیدے ادھارے یا رسول اللہ ﷺ

جنہاں نے عمر ساری غفلتاندے وچ گوا لئی اے
کتھاں جاون نصیباندے اوہ مارے یا رسول اللہ ﷺ

ایہہ نبیاں ایں جدوں دا قبر وچ سرکار اوناں ایں
دعا منگناں قبر جلدی پکارے رسول اللہ ﷺ

ایہہ پڑھایا نور نے سورۃ نساء اندر حکم رب دا
گنہگار آ گئے تیرے دوارے یا رسول اللہ ﷺ

نعت

کوئی آکھو جا کے ماہی نوں اک وار نظارا دے دیوے
ایس ڈبدی ہوئی امت دی کشتی نوں سہارا دے دیوے

تن واردیاں من واردیاں میں سارا گلشن واردیاں
اک واری جیکر جندڑی وچ دیدار پیارا دے دیوے

اساں دامن سی کے کی کرناں بن یار دے جی کے کی کرناں
پل دو پل دے لئی من موہن درداں دا چارا دے دیوے

اکھیاں دا پانی سُک چلیا تیرا منگتا رو رو سُک چلیا
سروں بھار گناہاں دا چا کے بخشش دا اشارا دے دیوے

کجھ ہور نہ منگاں یار کولوں اک شے منگناں سرکار کولوں
دل لے کے جھڑا لٹیا سُو سکھ چین اوہ سارا دے دیوے



اک مرد قلندر نے لہور اندر آ کے جھوک عجیب وسائی ہوئی اے
جھنگوں آ کے طاہر القادری نے ماڈل ٹاؤن دی قسمت چمکائی ہوئی اے

اللہ پاک نے ایناں تے کرم کیتا کملی والے نے کرم دی نظر کیتی
حضرت طاہر دے پلے دی لاج سیتی غوث پاک تھیں فیض رسائی ہوئی اے

سارے جگ نوں روشنی دین دبے لئی ایناں پاور اسٹیشن تعمیر کیتا
کملی والے دا فیض، تقسیم ہُندا بجلی پچھوں مدینیوں آئی ہوئی اے

کیوں نہ ویکھ کے لوک حیران ہوون چمک دمک تے برق رفتار ایدی
ایدا وڈا سٹور بغداد اندر جتھوں قائد نوں میرے سپلائی ہوئی اے

پیر طاہر علاؤ الدین سید جنہاں روشنی دا اہتمام کیتا
کھمبے لا کے اُچے توحید والے تار عشق دی اتے وچھائی ہوئی اے

پہلاں دل دی زمین تے ضرب لا کے مٹی حرص تے طمعے دی باہر کڈی
فیر ویکھو سرکار نے پختگی لئی کڈی پختہ بنیاد بنائی ہوئی اے

شام

لے دامن وچ ہو کے ہانواں ظلم دی جاندی ڈھلدی شام
ارماناں دی حسرت لیکے جاندی اے ہتھ ملدی شام

اج دی شام دی لالی دیوچہ دِسدا خون غریبا ندا
ظلم و ستم دا خون سجا کے تے جاوے گی کل دی شام

ہر دن عمر تیری دار روشن آخر وچ ہنیرا اے
اصلی گل سمجھا چلی اے تینوں چلدی چلدی شام

کالی رات توں نہ گھبرانویں سانجھ سویرا آوے گا
چن تے تاریاں دے ہتھ مینوں ایہہ سندیسہ گھلدی شام

اج دی شام تے تانگ بہت سی یار سجن دے آون دی
حسرت لے کے ٹُر چلی اے اج دی سڑدی بلدی شام

ایہہ سینہ اے اگ دی بھٹی ہر دم بھانبڑ بلدے نے
تیل جدائیاں دا لے دل نوں مچھلی وانگوں تلدی شام

جدڑی لگی میرے دل وچ تانگ مدینے والے دی
صدیاں نالوں بھاری لگدی نوؔر توں اک اک پل دی شام

تھلے جُہدِ مسلسل دی پابجری خاکساری دا سیمنٹ لگا دیتا
اُتے صبر تے شُکر دیاں لا رکھیاں ایویں کھبے دی ساخت بنائی ہوئی اے

کملی والے دا بدرِ منیر جے ایہہ کفر واسطے دُوجا شبیر جے ایہہ
اساں ساریاں ایسدے نال رہنا سارے ولیاں نے پکی پکائی ہوئی اے

نالے خواجہ اجمیری دا فیض لے کے نالے داتا ہجویری دا فیض لے کے
غوث پاک دا پھڑ کے ایس پلا پاکستان دی قسمت جگائی ہوئی اے

کملی والیا ساقیا۔آ تک لے جھوڑی لائیٹ مدینیوں توں بھیجی
تیرے رِنداں نے اوسے ای روشنی وچ تیرے نام دی محفل سجائی ہوئی اے

دیوے ہنجواں والے جلا رکھو نالے پلکاں دی سیج وچھا رکھو
کملی والے دا ایہہ مہمان خانہ جتھے آقا دی جلوہ نمائی ہوئی اے

کنے کنے نہ ایسدا حسد کیتا کنے کنے نہ ایس تے وار کیتا
اینوں تاں نہیں کوئی مٹا سکیا کملی والے دی نظر سوائی ہوئی اے

ایسے در توں مینوں معراج مل جائے کملی والے دے جوڑے دا تاج مل جائے
فیض خانۂ مدنی محبوب اُتے تائیوں نوروی آس لگائی ہوئی اے



ایہو عظمت مرد مومن دی اللہؒ اللہؒ اللہؒ
ایہو صورت دل دے چانن دن اللہؒ اللہؒ اللہؒ

ایہہ ذکر سرا سر رحمت ہے اس نام چ ساری برکت ہے
ایہہ خوشبو حق دے گلشن دی اللہؒ اللہؒ اللہؒ

اس نام نوں حرزِ جاں کر لئو اینوں سجنوں وردِ زبان کر لئو
ایہہ رونق دل دے آنگن دی اللہ اللہ اللہ

ہر ویلے دل کُرلاندا اے ہر اک دے ترلے پاندا اے
ایہو رمز خدا پہچانن دی اللہؒ اللہؒ اللہؒ

اس ذکر نوں دل دی دھڑکن کر ایس ناں نال من وچ چانن کر

جے مرضی نورؔ نوں بخشن دی اللہؒ اللہؒ اللہؒ



عمر مُکنے دے پچھے پئی ہوئی اے اینے مُکدیاں مُکدیاں مُک جانا
نبض رُکنے دے ول جانو دی اے اینے رُکدیاں رکدیاں رُک جانا
جے توں کرم نہ کیتا تے تاجدارا بوٹا آس امید دا سُک جانا
جیندے جیندیاں کرم کما سوہنا فیر اساں زمین چہ مُک جانا



لماں سفر تے سنگ نہ ساتھ کوئی میئوں پچھوں نہ یار بھلا دینا
کدی پڑھ درود حضور اُتے ذکر فکر دا خط کوئی پا دینا
کدی قبر تے آ کے حال پچھنا میری یاد نہ دلوں مٹا دینا
میرے عربیا سوھنیاں تاجدارا کدی ساڈے تے کرم کما دینا



نہ توں آپ آیا نہ پیام آیا میرے دن بہار دے بیت چلے
بن ویکھیاں دتا سی دل سوہناں کدی انج وی چک چہ پریت چلے
تیری وچ سرا دے اڈیک لائی داری داری ایتھوں ٹُر میت چلے
پچھو جا کے یار نوں تور ولوں کدی انج وی پیار دی ریت چلے



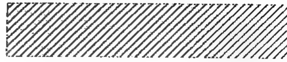
دور مدینہ بلدا سینہ اک واری دید کراجا
جس مکھڑے مینوں روگی کیتا اوہ مکھڑا یار وکھا جا
نہ ہمت نہ پیسہ پلے مینوں ایتھے ای حج کرا جا
نوؔر دی بیڑی ڈُبدی لگدی اینوں آ کے پار لگا جا



جے دل رکھیے تے درد کمایئے وچ درد اندے ڈب جایئے
سر رکھ دیئے یار دے در تے اکو یار دا ورد پکایئے
یار ولوں منہ کدی نہ وٹیے پانویں روندیاں ای مر جایئے
نور نیوں بڑا سوچ کے لایئے جے لایئے تے توڑ نبھایئے



رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں
عالم جس دی صورت دا دیوانہ ایں

اوہدی ہر تقریر تے ہر تحریر اندر
بڑیاں حکمتاں اوہدی ہر تدبیر اندر
اوہدی صفت توں ہرگز نہ شرمانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں

اوہدی عظمت تے دشمن وی مندے نے
ویری ظالم ٹھکرے اُتے چن دے نے
کل نوں ایناں سبناں نے پچھتانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں

ساریاں آخر چھڈ چھڈ ایدھر آ جانا
ایسے گُدڑی وچہ ہر لعل سما جانا
اساں نہ ایناں مشکلاں توں گھبرانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں

بچہ بچہ مصطفویؒ کر چھڈیا اے
عشقِ نبی نال ہر سینہ بھر چھڈیا اے
جھنڈا مصطفویؒ جگ تے لہرانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں

اس نے آ کے بھلوں قوم نوں کڈیا اے

پرچم یورپ وچ اسلام دا گڈیا اے
گھر گھر دے وچ ایہہ پیغام سنانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں

خوفِ خدا تے عشقِ نبی وچ روندیاں نے
اوہدیاں اکھیاں غم دے وچ نہ سوندیاں نے
نورؔ دی اوہدا خادم بہت پُرانا ایں
رب نے بخشیا قائد یار یگانہ ایں



تیری زلفوں کے سائے میں ذرا ستائیں دم لے لیں
چلو زاد سفر کے طور پر تھوڑا سا غم لے لیں

حیات اپنی حباب عارضے ہے اس لئے ہم بھی
بھنور میں غوطہ زن ہو کر سرور زیر و بم لے لیں

انعام سمجھ کر ہر غم کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں
ان رنگ برنگے پھولوں سے گھر بار سجائے بیٹھے ہیں

جلا کے خون جگر کے چراغ میں
ہم اپنی یاد کے انمٹ نقوش چھوڑ چلے

کچھ اور در حق سے عطا ہو سو عطا ہو
آقا تیری امت کا سر حشر بھلا ہو

صدائے درد

شاعری لب قرطاس و قلم پہ پھولوں کی خوشبو اور کلیوں کی نرماہٹ کے رقص میں آنے کا نام ہے۔ دل کی مضطرب دھڑکنوں کو جب پیکر حرف و صوت عطا ہوتا ہے تو شعر تخلیق ہوتا ہے۔ نور احمد نور کو بھی اللہ پاک نے شعر تخلیق کرنے کی صلاحیت سے نوازا ہے۔ جسے انہوں نے بامقصد ادب تخلیق کرنے کے لئے وقف کیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت کا ایک منفرد انداز اپنایا گیا ہے۔ یقیناً یہ کتاب قاری کو انقلابی شعور دینے کا باعث ہوگی۔

المدینہ پبلیکیشنز
4- یوسف مارکیٹ [illegible]